السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

بعض دفعہ بازار یا گلی میں کوئی معمولی سی چیز گری ہوتی ہے، مثلاً بٹن، سوئی وغیرہ۔ کیا اسے اٹھانا جائز ہے؟ یا اس کے لئے اعلان کرنے کی ضرورت ہے جبکہ ایسی اشیاء کو بالعموم نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ قرآن و حدیث کی روشنی میں اس کے متعلق راہنمائی فرمائیں؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

بازار یا گلی کوچہ میں گری پڑی چیز اعلان کی نیت سے اٹھائی جاسکتی ہے البتہ معمولی اشیاء جن کے گم ہونے سے مالک کو اس کی چنداں پروا نہیں ہوتی، انہیں اٹھایا جاسکتا ہے جیسا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں چھڑی، رسی، کوڑا اور اس قسم کی معمولی چیزیں اٹھالینے کی اجازت دی تھی کہ انسان ان سے فائدہ اٹھالے۔'' [1]

یہ روایات اگرچہ ضعیف ہے لیکن دوسری روایات سے اس کے معنی کی تائید ہوتی ہے، چنانچہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک عنوان بایں الفاظ قائم کیا ہے: ''جب کوئی شخص سمندر میں بہتی ہوئی لکڑی، چابک یا اس جیسی (کوئی انتہائی کم قیمت) چیز پائے (صحیح بخاری اللقطہ) امام بخاری کے اس انداز سے معلوم ہوتا ہے کہ ابوداود کے حوالے سے بیان کردہ روایت اگرچہ ضعیف ہے لیکن اس میں جو حکم بیان کیا گیا ہے وہ دیگر دلائل کی بنا پر صحیح ہے۔ حضرت یعلی بن سرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسی معمولی چیز کا اعلان بھی تین دن تک کرنا چاہیے، ممکن ہے کہ مالک کو اس کی ضرورت ہو۔ [2]

بہر حال اگر گری پڑی معمولی چیز کھانے سے متعلق ہے تو اسے اٹھا کر کھایا جاسکتا ہے، اس کے متعلق اعلان کی ضرورت نہیں جیسا کہ حدیث میں ہے کہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہ نے ایک گری ہوئی کھجور دیکھی تو اسے اٹھا کر کھا لیا [3]'' اور فرمایا: ''اللہ تعالیٰ فساد کو پسند نہیں کرتا۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا اسے نظر انداز کر دیتیں اور اسے دوسرا بھی کوئی نہ اٹھاتا تو وہاں پڑی پڑی خراب ہو جاتی، اس لئے انہوں نے اسے اٹھا کر کھا لیا، بہر حال ایسی معمولی اشیاء جن کی مالک کو ضرورت نہیں ہوتی اور نہ ہی انکی پروا کی جاتی ہے انہیں اٹھا کر کام میں لایا جاسکتا ہے۔ (واللہ اعلم)

---

[1] ابوداود، اللقطہ: ۱۷۱۷۔

[2] مسند امام احمد ص ۱۷۳ ج ۴۔

[3] مصنف ابن ابی شیبہ ص ۴۱۶ ج ۴۔

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ اصحاب الحدیث

جلد 4۔ صفحہ نمبر: 474

محدث فتویٰ